تقریر بابت تربیت
وقت 5-7 منٹ

❁❁❁ تقریر ❁❁❁

گر حفظِ مراتب نہ کنی زندیقی

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

فَمَنْ يَعْمَلْ مِنَ الصَّالِحَاتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا كُفْرَانَ لِسَعْيِهِ وَإِنَّا لَهُ كَاتِبُونَ (الانبیاء:95)

پس جو بھی کچھ نیکیاں بجالائے گا اور وہ مومن ہو گا تو اس کی کوشش کی ناقدری نہیں کی جائے گی اور یقیناً ہم اس کے حق میں (یہ بات) لکھنے والے ہیں۔

اے کِرمِ خاک چھوڑ دے کبر و غرور کو
زیبا ہے کِبر حضرتِ ربِّ غیّور کو
بدتر بنو ہر ایک سے اپنے خیال میں
شاید اسی سے دخل ہو دارالوصال میں
چھوڑو غرور و کبر کہ تقویٰ اِسی میں ہے
ہوجاؤ خاک مرضیٔ مولیٰ اِسی میں ہے

(درثمین)

سامعین کرام! "گر حفظِ مراتب نہ کنی زندیقی" فارسی کا ایک مشہور صوفیانہ اور فلسفیانہ اصول (مصرع) ہے، جس کا سادہ اور سیدھا مطلب یہ ہے کہ "اگر تم درجات اور مراتب کا لحاظ نہیں رکھو گے، تو تم زندیق (بے دین / گمراہ) ہو جاؤ گے۔" یہی میرا آج تقریر کا موضوع ہے۔

عام زندگی میں اس سے مراد ادب، احترام اور عہدوں کا لحاظ رکھنا ہے۔ یعنی معاشرے میں جس شخص کا جو مقام ہے (خواہ وہ عمر، علم، رشتے یا عہدے کے لحاظ سے ہو)، اسے وہی مقام اور عزت دینا ضروری ہے۔ مثال کے طور پر والدین، اساتذہ، اور علماء کا ایک خاص مرتبہ ہے، ان کے سامنے عام لوگوں جیسا رویہ رکھنا "حفظِ مراتب" کے خلاف ہے۔

معاشرتی اور اخلاقی تناظر میں

سامعین! "حفظِ مراتب" کا مطلب معاشرے کے تانے بانے کو درست اور پر امن رکھنے کے لیے افراد کے درجات، حقوق، عمر اور علم کا لحاظ رکھنا ہے۔ اگر کسی معاشرے سے یہ اصول ختم ہو جائے، تو وہاں انتشار، بدتمیزی اور افراتفری پھیل جاتی ہے، جسے علامتی طور پر "زندیقی" یا اخلاقی گمراہی کہا گیا ہے۔

معاشرتی اور اخلاقی سطح پر اس اصول کی تشریح

1۔ خاندانی نظام اور رشتوں کا تقدس

سامعین! خاندان کسی بھی معاشرے کی بنیادی اکائی ہے۔ یہاں حفظِ مراتب کا مطلب یہ ہے کہ: والدین اور اولاد: اولاد چاہے کتنی ہی تعلیم یافتہ یا امیر ہو جائے، وہ والدین کے مرتبے کو نہیں پہنچ سکتی۔ ان کے سامنے آواز نیچی رکھنا اور ادب سے پیش آنا حفظِ مراتب ہے۔ بڑے اور چھوٹے بھائی بہن: بڑے بہن بھائیوں کو والدین کی طرح احترام دینا اور چھوٹوں پر شفقت کرنا اس اصول کا حصہ ہے۔

2۔ استاد اور شاگرد کا رشتہ

سامعین! علم کی منتقلی اور تربیت کا دارومدار حفظِ مراتب پر ہے۔ شاگرد کے لیے ضروری ہے کہ وہ استاد کے علم اور تجربے کا احترام کرے۔ اگر کوئی شاگرد محض چند کتابیں پڑھ کر اپنے استاد کی تحقیر شروع کر دے، تو وہ اخلاقی طور پر گر جاتا ہے۔

3۔ عمر اور علم کا احترام

سامعین! معاشرے میں بزرگوں اور اہلِ علم (علما، دانشوروں، مفکرین) کا ایک خاص مقام ہوتا ہے۔

بزرگوں کی عزت: محفلوں میں بزرگوں کو پہلے جگہ دینا، ان کی بات کو توجہ سے سننا اخلاقی حفظِ مراتب ہے۔

اہلِ علم کی قدر: کسی جاہل یا کم علم شخص کا خود کو ماہرینِ فن کے برابر سمجھنا اور ان کے فیصلوں پر بلاوجہ تنقید کرنا اس اصول کی خلاف ورزی ہے۔

4۔ تنظیمی اور پیشہ ورانہ زندگی (Professional Workplace)

سامعین! کسی بھی ادارے، دفتر یا حکومت کو چلانے کے لیے ایک تنظیمی ڈھانچہ (Hierarchy) ہوتا ہے۔ ماتحت (Subordinate) کا اپنے افسر (Boss) کے دائرہ اختیار کا احترام کرنا ضروری ہے۔ اگر ادارے میں مراتب کا لحاظ نہ رکھا جائے، تو نظم و ضبط (Discipline) قائم نہیں رہ سکتا اور کام معطل ہو جاتا ہے۔

5۔ گفتگو اور محفل کے آداب

سوشل میڈیا اور عام زندگی میں گفتگو کرتے وقت اس بات کا خیال رکھنا کہ "کون کس سے بات کر رہا ہے" بے حد اہم ہے۔ ہر شخص سے اس کے مرتبے کے مطابق زبان اور لہجہ استعمال کرنا حفظِ مراتب کا بنیادی تقاضا ہے۔

خلاصہ کلام: معاشرتی زندگی میں "گر حفظِ مراتب نہ کنی زندیقی" کا سیدھا سا مطلب یہ ہے کہ برابری (Equality) کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ ادب و احترام کے فرق کو مٹا دیا جائے۔ حقوق کے لحاظ سے سب انسان برابر ہو سکتے ہیں، لیکن عمر، علم، رشتے اور ذمہ داریوں کے لحاظ سے جو درجات مقرر ہیں، ان کا احترام کرنا ہی ایک مہذب معاشرے کی نشانی ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ نے فارسی کے اس مشہور صوفیانہ اور فلسفیانہ اصول (مصرع) کو اپنے علم کلام کے متعدد جگہوں میں جگہ دی ہے۔ اسی سے اندازہ ہوتا کہ حضرت مسیح موعودؑ کے نزدیک حفظ مراتب کی کیا اہمیت تھی۔ آج بھی اس کی ضرورت ہے۔

سامعین! اللہ تعالیٰ کے کلام کو ہر دوسرے کلام پر فضیلت ہے اس کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"ہر چیز کے مراتب ہوتے ہیں مثلاً کپڑا ہے تو کھدر ململ، اور خاصہ لٹھا محض کپڑا ہونے کی حیثیت سے تو کپڑا ہی ہیں اور اس لحاظ سے کہ وہ سفید ہیں بظاہر ایک مساوات رکھتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں اور ریشم بھی سفید ہوتا ہے لیکن کیا ہر آدمی نہیں جانتا کہ ان سب میں جدا جدا مراتب ہیں اور ان میں فرق پایا جاتا ہے۔

گر حفظ مراتب نہ کنی زندیقی

پس جس طرح پر ہم سب اشیاء میں ایک امتیاز اور فرق دیکھتے ہیں اسی طرح کلام میں بھی مدارج اور مراتب ہوتے ہیں جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام جو دوسرے انسانوں کے کلام سے بالاتر اور عظمت اپنے اندر رکھتا ہے اور ایک پہلو سے اعجازی حدود تک پہنچتا ہے لیکن خدا تعالیٰ کے کلام کے برابر وہ بھی نہیں تو پھر اور کوئی کلام کیونکر اس سے مقابلہ کر سکتا ہے؟

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 380)

سامعین! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق عالیہ کے متعلق حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:

"نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں تک اپنے اخلاق دکھائے ہیں کہ بعض وقت ایک بیٹے کے لحاظ سے، جو سچا مسلمان ہے منافق کا جنازہ پڑھ دیا ہے بلکہ اپنا مبارک کرتہ بھی دے دیا ہے۔ اخلاق کا درست کرنا بڑا مشکل کام ہے جب تک انسان اپنا مطالعہ نہ کرتا رہے یہ اصلاح نہیں ہوتی۔ زبان کی بداخلاقیاں دشمنی ڈال دیتی ہیں اس لیے اپنی زبان کو ہمیشہ قابو میں رکھنا چاہیے۔ دیکھو! کوئی شخص ایسے شخص کے ساتھ دشمنی نہیں کر سکتا جس کو وہ اپنا خیر خواہ رکھنا۔ سمجھتا ہے۔ پھر وہ شخص کیسا بیوقوف ہے جو اپنے نفس پر بھی رحم نہیں کرتا اور اپنی جان کو خطرہ میں ڈال دیتا ہے جبکہ وہ اپنے قویٰ سے عمدہ کام نہیں لیتا اور اخلاقی قوتوں کی تربیت نہیں کرتا۔ ہر شخص کے ساتھ نرمی اور خوش اخلاقی سے پیش آنا چاہیے البتہ وہ سخ وہ شخص جو سلسلہ عالیہ یعنی دین اسلام سے علانیہ باہر ہو گیا ہے اور وہ گالیاں نکالتا اور خطرناک دشمنی کرتا ہے اس کا معاملہ اور ہے۔ جیسے صحابہؓ کو مشکلات پیش آئے اور اسلام کی توہین انہوں نے اپنے بعض رشتہ داروں سے سنی تو پھر باوجود تعلقات شدیدہ کے ان کو اسلام مقدم کرنا پڑا اور ایسے واقعات پیش آئے جن میں باپ نے بیٹے کو یا بیٹے نے باپ کو قتل کر دیا۔ اس لیے ضروری ہے کہ مراتب کا لحاظ رکھا جاوے۔

گر حفظ مراتب نہ کنی زندیقی

ایک شخص ہے جو اسلام کا سخت دشمن ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتا ہے وہ اس قابل ہے کہ اُس سے بیزاری اور نفرت ظاہر کی جاوے۔ لیکن اگر کوئی شخص اس قسم کا ہو کہ وہ اپنے اعمال میں سست ہے تو وہ اس قابل ہے کہ اس کے قصور سے درگذر کیا جاوے اور اس سے ان تعلقات پر زد نہ پڑے جو وہ رکھتا ہے۔

جو لوگ بالجبر دشمن ہو گئے ہیں اُن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوستی نہیں کی بلکہ ابوجہل کا سر کٹنے پر سجدہ کیا۔ لیکن جو دوسرے عزیز تھے جیسے امیر حمزہ جن پر ایک وحشی نے حربہ چلایا تھا تو باوجودیکہ وہ مسلمان تھا۔ آپ نے فرمایا کہ میری نظر سے الگ چلا جا کیونکہ وہ قصہ آپ کو یاد آگیا۔ اس طرح پر دوست دشمن میں پوری تمیز کر لینی چاہیے اور پھر اُن سے علی قدرِ مراتب نیکی کرنی چاہیے۔"

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 141-142)

سامعین! تبلیغ دین کے متعلق نصیحت کرتے ہوئے حضورؑ فرماتے ہیں:

"مومن کو بھی تبلیغ دین میں حفظ مراتب کا خیال رکھنا چاہیے۔ جہاں نرمی کا موقع ہو وہاں سختی اور درشتی نہ کرے اور جہاں بجز سختی کرنے کے کام ہوتا نظر نہ آوے وہاں نرمی کرنا بھی گناہ ہے۔

گر حفظ مراتب نہ کنی زندیقی

دیکھو فرعون بظاہر کیسا سخت کافر انسان تھا مگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت موسیٰ کو یہی ہدایت ہوئی کہ

قُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّيِّنًا رسول اکرمؐ کے واسطے بھی قرآن شریف میں اسی قسم کا حکم ہے: وَاِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا (الانفال:62) مومنوں اور مسلمانوں کے واسطے نرمی اور شفقت کا حکم ہے۔

رسول اللہ اور صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی بھی ایسی ہی حالت بیان کی گئی جہاں فرمایا ہے کہ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ؕ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ (الفتح:30) چنانچہ ایک دوسرے مقام پر آنحضرتؐ کو مخاطب کر کے فرمایا ہے کہ منافق اور کفار کا سختی سے مقابلہ کرو چنانچہ فرماتا ہے کہ يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ (التوبہ:73)

غرض ان آیات سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ خود خدا تعالیٰ نے بھی حفظ مراتب کا لحاظ رکھا ہے مومنوں اور ایمانداروں کے واسطے کیسی نرمی کا کے واسطے کیسی نرمی کا حکم ہے اور کفار میں سے بعض میں مادہ ہی ایسا ہوتا ہے کہ ان کو سختی کی ضرورت ہوتی ہے جس طرح سے بعض بیماریوں یا زخموں میں ایک حکیم حاذق کو چیر اپھاڑی اور عملِ جراحی سے کام لینا پڑتا ہے۔"

(تفسیر حضرت مسیح موعودؑ جلد 5 صفحہ 281)

فرمایا:

"ابتدائے اسلام میں دفاعی لڑائیوں اور جسمانی جنگوں کی اس لئے بھی ضرورت پڑتی تھی کہ دعوت اسلام کرنے والے کا جواب ان دنوں دلائل و براہین سے نہیں بلکہ تلوار سے دیا جاتا تھا اس لئے لاچار جواب الجواب میں تلوار سے کام لینا پڑا لیکن اب تلوار سے جواب نہیں دیا جاتا بلکہ قلم اور دلائل سے اسلام پر نکتہ چینیاں کی جاتی ہیں یہی وجہ ہے کہ اس زمانہ میں خدا تعالیٰ نے چاہا ہے کہ سیف (تلوار) کا کام قلم سے لیا جاوے اور تحریر سے مقابلہ کر کے مخالفوں کو پست کیا جاوے اس لئے اب کسی کو شایاں نہیں کہ قلم کا جواب تلوار سے دینے کی کوشش کرے۔

گر حفظ مراتب نہ کنی زندیقی"

(تفسیر حضرت مسیح موعودؑ جلد 5 صفحہ 392)

سامعین! موقع محل پر قویٰ کے استعمال کے متعلق حضورؑ فرماتے ہیں:

"انسان انسان تب ہی بنتا ہے کہ وہ سارے قویٰ کو استعمال کرے، مگر انجیل کہتی ہے کہ سارے قومی کو بیکار چھوڑ دو اور ایک ہی قوت پر زور دیئے جاؤ بالمقابل قرآن شریف تمام قوتوں کا مربی ہے اور بر محل ہر قوت کے استعمال کی تعلیم دیتا ہے جیسا کہ مسیح کی اس تعلیم کی بجائے قرآن شریف فرماتا ہے جَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ

سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا ۚ فَمَنْ عَفَا وَأَصْلَحَ یعنی بدی کی سزا تو اسی قدر بدی ہے، مگر عفو بھی کرو تو ایسا عفو کہ اس کے نتیجہ میں اصلاح ہو وہ عفو بے محل نہ ہو۔ مثلاً ایک فرماں بردار خادم ہے اور کبھی کوئی خیانت اور غفلت اپنے فرض ادا کرنے میں نہیں کرتا مگر ایک دن اتفاقاً اس کے ہاتھ سے گرم گرم چاء کی پیالی گر جاوے اور نہ صرف پیالی ہی ٹوٹ جاوے بلکہ کسی قدر گرم گرم چائے سر پر بھی پڑ جاوے تو اس وقت یہ ضروری نہیں کہ آقا اس کو سزا دے بلکہ اس کی حسب حال سزا یہی ہے کہ اس کو معاف کر دیا جاوے۔ ایسے وقت پر موقع شناس آقا تو خود شرمندہ ہو جاتا ہے کہ اس بیچارے نوکر کو شرمندہ ہونا پڑے گا لیکن کوئی شریر نوکر اس قسم کا ہے کہ وہ ہر روز نقصان کرتا ہے اگر اس کو عفو کر دیا جائے تو وہ اور بھی بگڑے گا۔ اس کو تنبیہ ضروری ہے۔ غرض اسلام انسانی قویٰ کو اپنے اپنے موقع اور محل پر استعمال کرنے کی تعلیم دیتا ہے اور انجیل اندھا دھند ایک ہی قوت پر زور دیتی چلی جاتی ہے گر حفظِ مراتب نہ کنی زندیقی ۔ غرض حفظ مراتب کا مقام قرآن شریف نے رکھا ہے کہ وہ عدل کی طرف لے جاتا ہے۔"

(تفسیر حضرت مسیح موعودؑ جلد7 صفحہ 136)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے لَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا (لقمان:19) زمین پر اکڑ کر نہ چلو لیکن حدیث سے ثابت ہے کہ ایک جنگ میں ایک شخص اکڑ کر اور چھاتی نکال کر چلتا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھ کر فرمایا کہ یہ فعل خدا تعالیٰ کو ناپسند ہے لیکن اس وقت اللہ تعالیٰ اس کو پسند کرتا ہے۔ پس

گر حفظ مراتب نہ کنی زندیقی

غرض خلق محل پر مومن اور غیر محل پر کافر بنا دیتا ہے۔ میں پہلے کہہ چکا ہوں کہ کوئی خلق برا نہیں بلکہ بد استعمالی سے بڑے ہو جاتے ہیں۔"

(احمدی اور غیر احمدی میں فرق، روحانی خزائن جلد20 صفحہ 487)

سامعین! محبت بھی برمحل ہونی چاہیے۔ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:

"اصل یہ ہے کہ صالحین اور فانین فی اللہ کی محبت ایک عمدہ شے ہے لیکن حفظ مراتب ضروری ہے۔

گر حفظ مراتب نہ کنی زندیقی

پس خدا کو خدا کی جگہ، رسول کو رسول کی جگہ سمجھو اور خدا کے کلام کو دستور العمل ٹھہرالو۔"

(ملفوظات جلد2 صفحہ 305)

فرمایا:

"محبت ذاتی میں اغراض فوت ہو جاتے ہیں اور خدا تو وہ خدا ہے جو ایسا رحیم و کریم ہے کہ جو اس کا انکار کرتے ہیں ان کو بھی رزق دیتا ہے۔ کیا سچ کہا ہے۔

دوستان را کجا کنی محروم
تو کہ با دشمناں نظر داری

جب وہ دشمنوں کو محروم نہیں کرتا تو دوستوں کو کب ضائع کر سکتا ہے۔ حضرت داؤد علیہ السلام کا قول ہے کہ میں جوان تھا اب بوڑھا ہو گیا ہوں مگر میں نے متقی کو کبھی ذلیل و خوار نہیں دیکھا اور نہ اس کی اولاد کو ٹکڑے مانگتے دیکھا۔ یہ اخلاص کا نتیجہ ہوتا ہے جو خدا تعالیٰ اسی دنیا میں ظاہر کرتا ہے اور اخلاص ایک کیمیا ہے اور اگر اس میں اور باتیں نکالیں تو اس پاکیزہ اور مصفّٰی چشمہ کو گندے چھینٹوں سے ناپاک کر دیتے ہیں۔ وہ خود ہماری حاجتوں سے آگاہ اور واقف ہے اور خوب جانتا ہے۔ کہتے ہیں ابراہیم علیہ السلام کو جب آگ میں جلا دینے کی کوشش کی گئی اس وقت ان کے پاس فرشتے آئے اور کہا کہ تمہیں کوئی حاجت ہے؟ تو ابراہیم علیہ السلام نے ان کو یہی جواب دیا کہ بَلَى وَلَكِنْ إِلَيْكُمْ فَلَا

یعنی ہاں حاجت تو ہے لیکن تمہاری طرف نہیں۔ ایسے مقام پر دعا بھی منع ہوتی ہے اور انبیاء علیہم السلام اس مقام کو خوب سمجھتے ہیں۔

گر حفظ مراتب نہ کنی زندیقی

غرض اصل غرض انسان کی محبت ذاتی ہونی چاہیے۔ اس سے جو کچھ اطاعت اور عبادت ہو گی وہ اعلیٰ درجہ کے نتائج اپنے ساتھ رکھے گی۔ ایسے لوگ خدا کے مبارک بندے ہوتے ہیں وہ جس گھر میں ہوں وہ گھر مبارک اور جس شہر میں ہوں وہ شہر مبارک۔ اس کی برکت سے بہت سی بلائیں دور ہو جاتی ہیں اس کی ہر حرکت و سکون اس کے درودیوار پر خدا کی برکت اور رحمت نازل ہوتی ہے۔ میں اسی راہ کو سکھانا چاہتا ہوں۔ اسی غرض کے لیے خدا نے مجھے مامور کیا ہے۔"

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 216-217)

حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:

" اگر تذکروں کے بیان میں بعض بدعات ملا دی جائیں تو وہ حرام ہو جاتے ہیں۔

گر حفظ مراتب نہ کنی زندیقی

یہ یاد رکھو کہ اصل مقصد اسلام کا توحید ہے۔ مولود کی محفلیں کرنے والوں میں آج کل دیکھا جاتا ہے کہ بہت سی بدعات ملائی گئی ہیں جس نے ایک جائز اور موجب رحمت فعل کو خراب کر دیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ موجب رحمت ہے مگر غیر مشروع امور و بدعات منشاء الٰہی کے خلاف ہیں۔ ہم خود اس امر کے مجاز نہیں ہیں کہ آپ کسی نئی شریعت کی بنیاد رکھیں اور آج کل یہی ہو رہا ہے کہ ہر شخص اپنے خیالات کے موافق شریعت کو بنانا چاہتا ہے گویا خود شریعت بناتا ہے۔"

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 305)

سامعین! تصویر کے متعلق حضورؑ فرماتے ہیں:

" یاد رکھنا چاہیے کہ نفس تصویر کی حرمت نہیں بلکہ اس کی حرمت اضافی ہے جو لوگ لغو طور پر تصویر میں رکھتے اور بناتے ہیں وہ حرام ہیں۔ شریعت ایک پہلو سے حرام کرتی ہے اور ایک جائز طریق پر اسے حلال ٹھہراتی ہے۔ روزہ ہی کو دیکھو رمضان میں حلال ہے لیکن اگر عید کے دن روزہ رکھے تو حرام ہے۔

گر حفظ مراتب نہ کنی زندیقی

حرمت دو قسم کی ہوتی ہے۔ ایک بالنّفس حرام ہوتی ہے، ایک بالنّسبت۔"

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 33)

ہمارے پیارے اِمام سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"ہمیشہ اپنے مدّ نظر یہ بات رکھنی چاہئے کہ کون سا عمل صالح ہے اور کونسا غیر صالح ہے۔ بعض بظاہر چھوٹی چھوٹی باتیں ہوتی ہیں۔ مثلاً خوشیاں ہیں۔ یہ دیکھنے والی بات ہے کہ خوشیاں منانے کے لئے ہماری کیا حدود ہیں اور غموں میں ہماری کیا حدود ہیں۔ خوشی اور غمی انسان کے ساتھ لگی ہوئی ہے اور دونوں چیزیں ایسی ہیں جن میں کچھ حدود اور قیود ہیں... خوشیوں کے موقعوں پر بھی زمانے کے زیر اثر طرح طرح کی بدعات اور لغویات راہ پاگئی ہیں اور غموں کے موقع پر بھی طرح طرح کی بدعات اور رسومات نے لے لی ہے۔ لیکن ایک احمدی کو ان باتوں پر غور کرنے کی ضرورت ہے... ہر عمل اِس لئے ہونا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جو حدود قائم کی ہیں ان کے اندر رہتے ہوئے ہر کام کرنا ہے۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 15 جنوری 2010ء)

(بتعاون: سید طفیل احمد شہباز۔ قادیان)

✡✡✡✡